یہ رسالہ، ہدایت قبالہ، چند عقائد ونظریات ومعمولات اہلسنّت کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے والا

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

معمولاتِ اہلسنّت

اور سند شارع (علیہ السلام)

۲۵ — ۶ — ۲۰

موضوعات

مقامات مقدسہ پر جوتیاں اُتارنا

"اُمّی" کے معانی ومفاہیم پر کلام

مسئلہ حاضر وناظر

انگوٹھے چومنے پر کلام

مسئلہ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب وتالیف

نبیرۂ حضور مظہرِ اعلیحضرت

شہزادۂ حضور معصومِ ملّت

حضرت مولینا

مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

بموقع جشن دستار فضیلت

مولینا محمد حنظلہ رضا حشمتی

مولینا غلام احمد رضا حشمتی

مولینا غلام فاروق رضا حشمتی

مولینا محمد امجد رضا حشمتی

مولینا غلام حشمت حشمتی

مولینا محمد احمد رضا حشمتی

مکتبہ حشمتیہ

خانقاہِ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصومِ ملّت

الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

نام کتاب ـــــــ معمولات اہلسنت اور سند شارع
ترتیب و تالیف ـــــ نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
سن اشاعت ـــــ باراوّل رجب المرجب ۱۴۴۶ھ جنوری ۲۰۲۵ء
کمپیوزنگ ـــــ محمد نجم الرضا حشمتی نجم گرافکس حشمت نگر پیلی بھیت شریف
ناشر ـــــ مکتبہ حشمتیہ
صفحات ـــــ ۴۵
تعداد ـــــ ۱۱۰۰

بموقع عرس مبارک
قطب زمن حضور معصوم ملت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سنہ ۱۴۴۶ھ

{ملنے کے پتے}

- مکتبہ حشمتیہ، قادری مہمان خانہ آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یو، پی)
- چمنِ فاطمی خانقاہِ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
- الجامعۃ الہادیہ حشمتیہ جامع مسجد بھیونڈی ممبئی
- دار العلوم حشمت الرضا کرنیل گنج شفیع ہوٹل کانپور
- حشمتی جامع مسجد مینش مارکیٹ ممبئی

بموقع عرسِ مبارک

عرس حضور معصوم ملت و

جشن دستار فضیلت

عزیز القدر مولینا محمد حنظلہ رضا حشمتی (پیلی بھیت شریف)

عزیز القدر مولینا غلام احمد رضا حشمتی (امام باڑہ)

عزیز القدر مولینا غلام فاروق رضا حشمتی (ممبئی)

عزیز القدر مولینا محمد امجد رضا حشمتی (کترہا)

عزیز القدر مولینا غلام حشمت حشمتی (کلوڈیہہ)

عزیز القدر مولینا محمد احمد رضا حشمتی (شہید نگر)

کے سروں پر

مشائخ عظام وعلمائے کرام کے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت سجائی جائے گی۔

لہٰذا اس پر مسرت و پر بہار موقع پر

آپ کو زحمت شرکت پیش کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ

اس کتاب کو دعوت نامہ تصور فرماتے ہوئے

آپ تشریف لا کر اپنی دعاؤں سے سرفراز فرمائیں گے۔

شکریہ!

وجہ اشاعت

ہم طلبائے جامعہ مولٰینا محمد حنظلہ رضا حشمتی (پیلی بھیت شریف) مولٰینا غلام احمد رضا حشمتی (امام باڑہ) مولٰینا غلام فاروق رضا حشمتی (ممبئی) مولٰینا محمد امجد رضا حشمتی (کترہا) مولٰینا غلام حشمت حشمتی (کلوڈیہہ) مولٰینا محمد احمد رضا حشمتی (شہید نگر) نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت محقق عصر رئیس التحریر استاذ شفیق حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضر آئے۔ اور اپنی دستار بندی کے موقع پر بجائے کیلنڈر کے کسی کتاب کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت نے ہماری خواہش پر داد و تحسین سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ معمولات و نظریات اہلسنت کے سلسلے میں چیدہ چیدہ موضوعات پر ایک رسالہ ترتیب ہو کر شائع ہو جائے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت! اس میں ہمیں آپ کی ہی کی مدد و دستگیری کی ضرورت درپیش ہوگی۔ اور اگر یہ مبارک کام آپ ہی کے دست پاک سے ہو جائے تو زہے نصیب۔

باوجود گوناگوں مصروفیات کے حضرت نے حامی بھری۔ اور کچھ موضوعات بلکہ اکثر کتاب آپ ہی نے تالیف فرمائی۔ اور یوں یہ رسالہ اس مختصر سے وقت میں شائع ہو کر آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے۔ فالحمد للہ رب العلمین۔

از طلبائے جامعۂ ہٰذا

مقاماتِ مُقدّسہ پر
اَدَباً جوتیاں اُتارنے پر کلام

ازقلم

نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت رئیس المحررین
حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
قادری مہمان خانہ آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یو،پی)

مولیٰ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَلَمَّا اَتٰاهَا نُوْدِیَ یٰا مُوسٰی اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡكَ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲/ پارہ ۱۶/)

پھر جب آگ کے پاس ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔

ملاحظہ ہو! مقدس مقام پر جوتے اُتارنے کا حکم خود قرآن نے دیا۔ اور اس حکم کی علت بھی خود ہی بتائی کہ یہ مقدس وادی ہے۔ تو اب مدینۂ منورہ اور مکۂ مکرمہ کے مقدس وادی ہونے میں کسی بندۂ خدا کو بھلا کیا کلام ہوسکتا ہے۔ تو اگر وہ مقدس وادیاں ہیں اور ضرور ہیں پھر وہاں پر بھی ادباً جوتے اور چپل اُتارنا آداب خاص اور مقصود قرآن مقدس ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے اور پھر اسی کو جلالین شریف کے حاشیہ میں تفسیر بیضاوی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے: امرہ بذالك لان الحفوۃ تواضعٌ وادبٌ ولذٰلك طاف السّلف حافین

یعنی جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا کہ ننگے پاؤں چلنا تواضع، انکساری اور ادب کے

لئے ہوتا ہے اس وجہ سے سلف صالحین ننگے پاؤں طواف کیا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مقامات مقدسہ پر جوتیاں اُتارنا جہاں حکم خداوندی ہے وہیں اسلاف کرام کی بہترین سنت بھی ہے۔مزید سنئے!

''الادب المفرد'' میں امام بخاری نے ایک حدیث نقل فرمائی جس حدیث کا نمبر ۷۷۵ ہے پھر اسی کتاب میں کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ دوسرے طریق سے ۸۲۹ نمبر میں پھر اس حدیث کو ذکر کیا۔پھر امام داؤد نے اپنی ''سنن'' میں ''کتاب الجنائز'' کے تحت اور نسائی میں حدیث نمبر ۲۰۵۰،اور ابن ماجہ میں حدیث نمبر ۱۵۶۸، پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اب حدیث پاک دیکھیں:

قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرٌ كَثِيرٌ)) ثَلَاثًا. فَمَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: ((لَقَدْ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا)) ثَلَاثًا. فَحَانَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرَةٌ، فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي فِي الْقُبُورِ، وَعَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ: ((يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ)) . فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَرَمَى بِهِمَا

یعنی راوی کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یقیناً ان لوگوں سے بہت زیادہ خیر چھوٹ گئی ہے، تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔پھر اچانک نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نظر پڑی تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں جوتے پہنے ہوئے چل رہا ہے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! اے جوتے پہننے والے اپنے جوتے اتار دے چنانچہ اس آدمی نے دیکھا، جب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے نظر آئے تو اس نے دونوں جوتے اتار کر پھینک دیئے۔

سبحان اللہ جب عام مؤمنین کی قبروں کا یہ ادب واحترام خود حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سکھا رہے ہیں تو روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس دیار پاک کے ادب واحترام کا کیا پوچھنا۔امام اہلسنت فرماتے ہیں ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

یہاں دو باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے اُتارنے کا حکم خود فرمایا۔

(۲) اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت بھی ثابت ہوئی۔

اب یہاں ایک اور اہم نکتہ کی جانب توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ کہ حدیث قولی اور فعلی اور تقریری تین طرح کی ہوتی ہے، آسان انداز میں یوں سمجھئے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کام کا حکم دیا، اب کرنے کا ہو یا نہ کرنے کا ہو اسے قولی حدیث کہتے ہیں۔اور جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی کام فرمایا اسے فعلی حدیث کہتے ہیں اور جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نہ حکم دیا ہو اور نہ وہ کام خود کیا ہو مگر آپ کے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ نے اسے منع نہ فرمایا ہو۔اسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔ان تین قسموں میں سب سے اعلیٰ حدیث قولی کا مرتبہ ہے اور اگر حدیث قولی فعل امر کے ساتھ ہو تو اس میں مزید قوت پیدا ہو جاتی ہے۔اصول فقہ کی مشہور کتاب ''اصول الشاشی'' میں ہے:

حتی لا یکون فعل الرسول بمنزلة قوله افعلوا۔

یعنی فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افعلوا یعنی امر کی منزل میں نہیں ہوسکتا۔اس تفصیل کو جاننے کے بعد گزشتہ حدیث پاک کے اس

حصہ پر چلئے کہ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ (اپنے جوتے اتار دے) یہ قول حضور، امر کے ہاتھ ہے۔

تو مقامات مقدسہ کے ادب واحترام کی خاطر جوتے چپل نہ پہننا بدعت سیئہ نہیں بلکہ حکم خدا و حکم محبوب خدا جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نیز صحابۂ کرام واسلاف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک ومؤدب سنت بھی ہے۔

پھر یکے از ائمہ اربعہ عالم مدینہ منورہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل برسوں، سالوں کا مشہور ہے کہ مدینہ منورہ میں جوتے چپل نہ پہنے۔

مزید دو باتیں جو بحمدہٖ وتعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ قلب فقیر پر القا ہوئیں اور وہ یہ کہ ہند و پاک اور بہت سے مقامات پر قدم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پتھر پر بنے نقشوں کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ تو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین کو قدم مبارک کا بوسہ لینے کا شرف بخشا۔

دوسری بات یہ ہے کہ وقت ہجرت جو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غار ثور تشریف فرما ہوئے تھے اور کفار نشان قدم تلاشتے ہوئے وہاں تک آپہنچے تھے وہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین و پہاڑ کو قدم پاک کا بوسہ لینے کا شرف بخشا تھا، جس کی تفصیل روایات میں بکثرت موجود ہے، تو یہ عمل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو کر سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہو گیا، فالحمد للہ رب العٰلمین۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حضور　　اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی　　یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں

ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

”اُمّی“ کے معانی ومفاہیم پر عمدہ کلام

از قلم

نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت رئیس المحررین

حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

قادری مہمان خانہ آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یو،پی)

بات یہ ہے کہ پاکستان کے ایک دیوبندی مولوی طارق مسعود نے کلام اللہ یعنی قرآن پاک کے خلاف زہر اُگلتے ہوئے حضور اکرم عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ (خاکش بدہن) ”ان پڑھ“ کہا تھا اور یوں اس بدبخت نے قرآن وصاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخت ترین، دل آزار توہینوں کا ارتکاب کیا تھا۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ اس فتنہ نے ہندوستان کی سرحدوں میں بھی داخلہ لیا۔

مگر خدا سلامت رکھے نبیرۂ شیر بیشہ اہل سنت، شہزادۂ معصوم ملت، محقق عصر، رئیس التحریر حضرت علامہ مفتی الحاج محمد فاران رضا صاحب قبلہ حشمتی کو، حضرت نے اس فتنہ کے خلاف قلم اُٹھایا اور ہند و بیرون ہند سے اس فتنہ کا دمدمہ مٹایا۔ الحمد للہ اب تک اس فتنہ کے تعلق سے کان ٹھنڈے ہیں۔ ہم یہاں ان تمام مضامین کو جو قسطوار عام ہوئے تھے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

مصطفیٰ کی بھولی بھیڑوں
بھیڑیوں سے تم بچو
(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

بدترین فرقہ کے بدترین فرد طارق نامسعود دراصل مردود نے خدااور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وقرآن کی جو توہینیں، تکذیبیں کیں ہیں وہ کس سے پوشیدہ ہوسکتی ہیں، اس بدترین فرد کی بدترین گفتگو یا اس گفتگو کی مکروہ خبر کس کے کانوں تک نہیں پہنچی ہے جس کے سبب ہر سنی شدید غصہ اور صدمہ سے دوچار ہے مگر سنیوں! ان وہابیوں، دیوبندیوں کی یہ پہلی توہین نہیں ہے، بلکہ حضور اکرم، قاسم النعم، صاحب قاب قوسین، محبوب رب المشرقین و المغربین، مبدءِ فروع واصول، عقل اول سلسلۂ عقول، برہان وحدت مطلقہ، حقیقت حقائق کلیہ، باعث تخلیق قدسیاں، امام امامانِ جہاں، پیشوائے رسل وانبیاء، مظہر شان وعزت کبریا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات قدسیہ اور علم پاک کی پہلے بھی یہی وہابی دیوبندی سخت توہینیں کرتے آئیں ہیں۔

کہیں لکھا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا علم اقدس شیطان سے بھی کم ہے (براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد انبیٹھی)

کہیں کہا کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُردو زبان علمائے مدرسہ دیوبند سے سیکھی ہے (براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد انبیٹھی)

کہیں لکھا کہ معاذ اللہ جیسا علم غیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہے ایسا علم تو ہر بچے بلکہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں، چارپاؤں کو بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان مصنف اشرفعلی تھانوی)

مسلمانو! وہ بُلند وبالا سرکار جس کی چادر شریف کو میلا کہنا کفر، جس کے علم کو گھٹانا کفر، جس

کو تنقیصًا یتیم کہنا کفر، جس کی شان کسی طرح گھٹانا کفر، جس کی طرف اہانتًا بکری کے چرانے کی نسبت کرنا کفر،

آہ!!! اُن کے علم پر شیطان ملعون کے علم کو بڑھایا جائے، اُن کو اُردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بتایا جائے، اُن کے علم کو جانوروں کے علم کے مثل کہا جائے۔

اے مسلمانوں کے ایمان! تو شہادت دے کہ حضور کی توہین کی جاتی ہے یا نہیں؟ حضور کی شان رفیع میں گالیاں دی جاتی ہیں یا نہیں؟

افسوس کہ آج بھی یہ سب کتابیں انہیں کفریہ ملعونہ عبارات کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں چھپ رہی ہیں فروخت ہو رہی ہیں اور کتنے ہی اہل سنت کہے جانے والوں کی تیوری پہ بل تک نہیں آتا، بلکہ ان کے ساتھ دوستانے، یارانے ہیں۔ صاف دل، کُشادہ جبیں، گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں، بلکہ وہابیوں دیوبندیوں کا رد کرنے والے علمائے ربانیین کے ہی خلاف ہو بیٹھتے ہیں اور آج پھر اُسی فرقہ ناریہ کا ناتحقیق نطفہ بشکل طارق نامسعود خدا اور رسول و قرآن کی سخت توہینیں کر رہا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے اس کے بڑے پرانے، پُرکھے سیانے توہین و تکذیب کرتے چلے آئے ہیں، جس موضوع پر اُس مردود نے گستاخیاں کی ہیں اس پر تو بحمد اللہ تعالیٰ علمائے اہل سنت بہت کچھ لکھ چکے، بیان کر چکے، اس جیسے کتنے ہی ناریوں کو نار جہنم تک پہونچا چکے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بھی آگے اس پر کلام کریں گے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

مگر اس وقت میرا رُوئے تخاطب اہلسنت سے ہے کہ خدارا ایک طارق نامسعود ہی کیا سارے وہابیوں، دیوبندیوں سے بچو، ان کی صحبت کو آگ جانو، تمہارے سچے رہنما امام اہل سُنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرّہٗ نے تمہیں کتنا سمجھایا، مزید تمہارے سمجھانے اور

تسکین کے خاطر حرمین طَیِّبَیۡن زادہما اللہ شرفا وتعظیما کے، علماءِ رَبَّانِیِّیۡن کے فتاوی وتصدیقات ’’حسام الحرمین‘‘ کی صورت میں شائع فرمائے، انہیں کے مظہر میرے جد کریم شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہ نے ہند وسندھ کے ڈھائی سو سے زائد علماء ومشائخ کے فتاوی وتصدیقات ’’الصوارم الہندیہ‘‘ کی صورت میں شائع فرما کر عام فرمائے، دیگر علمائے اہلسنت تمہیں وعظ و نصائح میں سمجھاتے رہے، خواب خرگوش سے جگاتے رہے مگر تم میں سے کتنے ہی نہ سمجھے، نہ مدہوش نیند سے بیدار ہوئے خدارا اُٹھو! بیدار ہو! مسلمان کہلانے والو! للہ اپنا ایمان سنبھالو، واحد قہار کے قہر سے ڈرو، حب للہ وبغض للہ کے سامان درست کرو، وہابی، دیوبندی دیکھ کیسا ہی معظم یا پیارا ہو دور کرو، دور بھاگو، خدا کے دشمن کو دشمن مانو، اس سے تعلق کو آگ جانو، ورنہ عنقریب دیکھ لوگے کہ تمہارے قلوب مسخ ہو گئے، تمہارے ایمان نسخ ہو گئے ۔ اللهم اليك المشتكى وانت المستعان، وعليك البلاغ واليك المصير ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم ۔ جاری..........

فقیر گدائے مرشد

محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی

خادم آستانہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت

ونائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ

پیرا شریف گونڈہ یوپی (انڈیا)

۲۶؍ ربیع الاول شریف ۱۴۴۶ھ مطابق ۳۰؍ ستمبر ۲۰۲۴ء

قسط دوم لاحق بسابق

مصطفیٰ کی بھولی بھیڑوں بھیڑیوں سے تم بچو

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

''اُمّی'' پر کلام

حضور اکرم سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علاوہ اور بے شُمار صفات جمیلہ وکریمہ کے ایک صفت ''نبی اُمی'' بھی ہے اس کے بہت سے وجوہ علماء نے بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ آپ کی بعثت ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے تو اسی نسبت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اُمی ہیں یعنی ام القری (مکہ مکرمہ) والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

(۲) یا یہ کہ اُم جو ماں کے معنی میں شائع و ذائع ہے وہی مُراد ہے یعنی بے نظیر و بے مثال ماں والے جو کہ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں۔

(۳) یا یہ کہ اُمی کا معنی ہے شکم مادر ہی سے عالم و عارف پیدا ہونے والے جن کے دامن پر مخلوق میں سے کسی کی شاگردی کسی کی مُریدی کسی سے فیض لینے کا دھبہ نہیں ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ کے والد گرامی امام المتکلمین علامہ نقی علی خان صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر والدین جناب کے زندہ رہتے ظاہر میں اُن کو واسطۂ تہذیب ٹھہراتے کہ کیا اچھی طرح اپنے فرزند کی تعلیم وتہذیب کی۔ حضرت اَحد نے اس قدر بھی شرکت پسند نہ فرمائی اور دفتر کمالاتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر تعلیم خلق کا حرف نہ آنے دیا۔

اسی وجہ سے ولادت آپ کی جمعہ کے دن اور ماہِ رمضان میں نہ ہوئی، تاکہ لوگ آپ کو

مشرف بزماں نہ سمجھیں کہ ہمارے حضرت ایسے بزرگ دن اور مُبارک مہینے میں پیدا ہوئے بلکہ آپکی ولادت سے زمانہ کو مشرف جانے، کہ روزِ جمعہ اگر سید الایام اور ماہِ رمضان سید الشہور ہے مگر پیر کا دن اور ماہِ ربیع الاول بھی متبرک ہے کہ روز و ماہِ ولادت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔

(سرور القلوب شریف)

(۴) یا یہ کہ پڑھنے اور لکھنے میں پڑھنا علوم کو حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور لکھنا ان حاصل کردہ علوم کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے اور یہاں محبوب کا رب ان سے فرماتا ہے:

"سَنُقْرِئُكَ فَلَا تنسىٰ"

یعنی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔ (ترجمہ رضویہ)

تو پڑھانے اور نہ بھلانے دونوں کا ذمہ رب نے لے لیا، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مروجہ پڑھنے اور لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہی، اسی وجہ سے آپ کا لقب اُمّی ہوا۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"لم یحتج الیه من کان القلم الاعلی یخدمه واللوح المحفوظ مصحفه و منظره، و عدم کتابة مع علمه بها معجزة باهرة علیه السلام"۔

یعنی قلم اعلیٰ جس کا خادم ہو اور لوح محفوظ جس کی نگاہوں میں ہو اس کو نوشت وخواند کی کیا ضرورت، اور جاننے کے باوجود نہ لکھنا یہ بھی حضور علیہ السلام کا روشن معجزہ ہے۔

اور صاحب روح المعانی علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

اشارة الی عظیم قدرته عز و جل و ان افاضته العلوم لا تتوقف علی الاسباب العادیة

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّی مبعوث کرنے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ کسی کے سینہ کو علوم ومعارف سے لبریز کرتا ہے تو اسے تحصیل علم کے مروجہ طریقوں کی ضرورت نہیں رہتی۔خط ایک صنعت ذہنیہ ہے جو آلۂ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے تو جو ذات ایسی ہو کہ قلم اعلیٰ اس کے زیر فرمان ہو اس کو کتابت کی کیا حاجت اور لوح محفوظ جس کے زیر نگاہ ہو۔

پھر بھی حضور کا کمال معجزہ یہ تھا کہ کاتبوں کو رسم کتابت سکھاتے تھے۔

(۵) یا یہ کہ اُم بمعنی اصل ہے قرآن پاک میں ہے: ''وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ'' یعنی اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے (ترجمہ رضویہ)

تو معنی یہ ہوا کہ عالم کی اصل والے یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عالم کی اصل ہیں حدیث قدسی ہے: لولاك لما خلقتُ الدنیاء رب فرماتا ہے محبوب میں نے تیرے سبب دنیا کو پیدا کیا ہے اگر تو نہ ہوتا تو دنیا پیدا نہ کرتا یعنی ہمارے حضور عالم کی اصل ہیں ازل میں اس محبوب کو خطاب ہوا:

''انت المختار المنتخب و عندك مُستَودعُ نُورِی و کنُوز ھدأیتی من اجلك ابسط البطحاء و ارفع السماء و اجعل الثواب و العقاب و الجنة و النار''۔

یعنی تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس ہی میرے نور کی امانت اور میری ہدایت کی کنجیاں، تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بُلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور عذاب اور بہشت اور دوزخ۔کہیں خطاب ہوتا ہے:

''لذلك خلقتك و سمیتك محمد أمنك ابدء الخلق و بك اُختم الرسل''۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

رب فرماتا ہے اے محبوب اسی واسطے میں نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارا نام محمد رکھا، تجھ سے خلق کی ابتدا اور تجھ پر رسولوں کو ختم کروں گا آدم علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے:

''لو لا محمد ما خلقتك ولا ارضاً و لا سماء''

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی اگر محمد نہ ہوتے تجھے پیدا نہ کرتا اور زمین و آسمان نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اور اصل عالم کسے کہتے ہیں؟ اسی سبب حضور اُمی ہیں کہ عالم کی اصل ہیں۔

علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ ''شرح طریقہ محمدیہ'' میں فرماتے ہیں:

''قد خُلقَ کل شئی من نورِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''۔

یعنی بیشک ہر چیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی ہے۔

امام اہل سُنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

سبحان اللہ!

صرف ایک لقب اُمی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کیا شانیں ہیں عاشق کو نظر آتی ہیں اور گستاخ اندھا ہی بنا رہتا ہے۔ حالانکہ اور اوصاف کا شمار ہی کیا، ع

''تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری''

فقیر حشمتی بفیضان حضور معصوم ملت کہتا ہے کہ یہ وہ شاندار بحث اور عمدہ کلام ہے جو شاید اس طرز پر اور کہیں نہ پاؤ۔ اس کو خوب غور سے پڑھ لو اور حفظ کرلو کہ کوئی دین کا ڈاکو ایمان کا لٹیرا تمہارے ایمان کو سلب نہ کرلے۔

اب اس کے بعد بھی طارق نامسعود مردود جیسے خبثاء ملاعنہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے ہوئے نعوذ باللہ ان پڑھ کہیں، تو اپنا ٹھکانہ جہنم بنائیں ؂

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جاری............

فقیر گدائے مرشد

محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی

خادم آستانہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت

ونائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ

پیپرا شریف گونڈہ یوپی (انڈیا)

۲۷/ربیع الاول شریف ۱۴۴۶ھ مطابق ۱/اکتوبر ۲۰۲۴ء

(اگر کہیں کوئی لفظی خامی ہوگئی ہو تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع دیں)

۷۸۶
۹۲

قسط سوم ملحق بسابق

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھولی بھیڑوں بھیڑیوں سے تم بچو

الحمدللہ ہم پچھلے مضامین میں وہابیت، دیوبندیت کے مکروہ چہرے کی نقاب کشائی اور اُمّیّ کے معانی و مفاہیم پر کلام کر آئے ہیں۔اب یہاں سے عنان قلم کو مزید شاہراہِ عشق کی جانب پھیرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ''

یعنی وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اورانہیں پاک کرتے ہیں اورانہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔ (ترجمہ رضویہ)

سبحان اللہ وہ رسول جو اَن پڑھوں کو پڑھائے،انہیں آیتیں پڑھ کر سنائے،انہیں پاک فرمائے، کتاب وحکمت کا علم عطا فرمائے مگر نعوذ اللہ اسی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہابی، دیوبندی دھرم میں اَن پڑھ کہا جائے، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ (اللہ انہیں غارت کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں)

وہ محبوب جس پر قرآن کی پہلی سورت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی کہ محبوب اپنے رب کے نام سے پڑھو۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ایسا اُمی کس لئے منت کش استاد ہو

کیا کفایت اس کو اقرا ءربك الا کرم نہیں

رب تعالی فرماتا ہے:”وَ أَنزَلَ اللهُ عَلَيكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعلَمُ“

یعنی اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ سبحان اللہ جس محبوب پر کتاب وحکمت اُتاری جائے،جس کے علم پاک کی گواہی رب قرآن میں دے،وہابیہ دیابنہ اسی کے علم پاک کی توہین کریں،ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر وہ کتاب جو محبوب پر ان کے رب نے اُتاری اس میں کس چیز کا علم نہیں ہے؟ رب تعالی فرماتا ہے:”وَنَزَّلْنَا عَلَيكَ الْكِتٰبَ تِبْيَا نًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“۔

یعنی اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ فرماتے ہیں:”قرآن عظیم گواہ ہے اوراس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی نہ رکھے کہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے ایک تو بیان کرنے والا چاہئے۔وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔اور دوسرا وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا (یعنی) ہمارے سردار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔اور اہل سنت کے نزدیک ”شَيْءٍ“ ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے،فرش سے عرش تک، شرق سے غرب تک، ذاتیں اور حالتیں، حرکات اور سکنات، پلک کی جنبشیں اور نگاہیں، دلوں کے خطرے اور ارادے اور ان کے سوا جو کچھ ہے (وہ سب اس میں داخل ہوگیا) اور انہیں موجودات میں سے لوحِ محفوظ کی تحریر ہے،تو ضروری ہے کہ قرآنِ عظیم میں ان تمام

چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ'' (قمر:۵۳)

یعنی ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرماتا ہے: ''وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ'' (یٰسین:۱۲)

یعنی اور ایک ظاہر کر دینے والی کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہر چیز ہم نے شمار کر رکھی ہے۔اور فرماتا ہے:

''وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ'' (انعام:۵۹)

اور نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے اور کوئی تر چیز نہیں اور نہ ہی خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔اور بے شک صحیح حدیثیں فرما رہی ہیں کہ روزِ اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب لوحِ محفوظ میں لکھا ہے۔

بلکہ یہاں تک ہے کہ جنت و دوزخ والے اپنے ٹھکانے میں جائیں، اور وہ جو ایک حدیث میں فرمایا کہ ابد تک کا سب حال اس میں لکھا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے، اس لئے کہ کبھی ابد بولتے ہیں اور اس سے آئندہ کی مدتِ طویل مراد لیتے ہیں جیسا کہ بیضاوی میں ہے، ورنہ غیر متناہی چیز کی تفصیلیں متناہی چیز نہیں اٹھا سکتی، جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسی کو مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کہتے ہیں۔

اور بے شک علم اصول میں بیان کر دیا گیا کہ نکرہ مقامِ نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور ''كُلّ'' کا لفظ تو عموم

پر ہر نص سے بڑھ کر نص ہے تو روا نہیں کہ روشن بیان اور تفصیل سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔

(الدولة المکیه بالمادة الغیبیه، النظر الخامس فی الدلائل المدعی من الاحادیث والاقوال والآیات، ۷۵-۸۳)

جاری............

فقیر گدائے مرشد
محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی
خادم آستانہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت
ونائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ
پیرا شریف گونڈہ یوپی (انڈیا)

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۴۴۶ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۲۴ء
(اگر کہیں کوئی لفظی خامی ہوگئی ہو تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع دیں)

۷۸٦
۹۲

قسط چہارم ملحق بسابق

مصطفیٰ کی بھولی بھیڑوں بھیڑیوں سے تم بچو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ''

یعنی اور ہم نے تم پر (اے محبوب) یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

ہم قسط سوم میں اس آیت کریمہ پر کچھ کلام کرآئے تھے اب یہاں اس پر تطویل کا لحاظ کرتے ہوئے قدرے تفصیل کرتے ہیں۔ کہ وہی قرآن جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اسی قرآن کے تعلّم کے تعلق سے رب تبارک وتعالی فرماتا ہے:

''اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ''

(سورہ رحمٰن پارہ نمبر ۲۷)

یعنی رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (ترجمہ رضویہ)

تفسیر خازن میں اس کے شان نزول کے تعلق سے ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمان نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکھایا اور انسان سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مُراد ہیں اور بیان سے ما کان و ما یکون کا بیان کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اولین وآخرین کی خبریں دیتے تھے۔

(تفسیر خازن)

سبحان اللہ وہ قرآن جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے جسے رب تعالی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکھا دیا، اس قرآن کے علوم کا کون احاطہ کرسکتا ہے۔

مولیٰ تعالی فرماتا ہے:

”قُل لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَن تَنفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهِ مَدَدًا“ (الکھف ۱۰۹)

یعنی تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہونگی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔

”الزبدۃ العمدۃ“ میں علامہ مُلا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ:

”کلمات سے یہاں معانی مُراد ہیں“

ایک اور جگہ رب تبارک وتعالی فرماتا ہے:

”وَلَوۡ اَنَّمَا فِی الۡاَرۡضِ مِن شَجَرَةٍ اَقۡلَامٌ وَالۡبَحۡرُ یَمُدُّهٗ مِن بَعۡدِهٖ سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمَاتُ اللّٰهِ“۔

یعنی اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہونگی۔

(ترجمہ رضویہ)

امام قاضی عیاض ”شفا شریف“ میں اعجاز قرآن کی پہلی وجہ میں فرماتے ہیں کہ:

”کلام عزیز کے ہر لفظ کے تحت بکثرت جملے، فصلیں اور علوم کے ذخیرے پوشیدہ و پنہاں ہیں اور جس سے غواصی کر کے دفتروں کی صورت میں علمی کارناموں کے انبار لگے ہوئے ہیں، اور اس سے مسائل اخذ کر کے کثرت سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں“۔

(شفا شریف فصل فی اعجاز القرآن)

سید احمد سجلماسی اپنے شیخ سید عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر معانی حقیقی کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر کی جائے تو اس کے علم باطن سے معلوم ہو جائے گا کہ روحیں جسموں میں داخل ہونے سے پہلے کس حالت پر تھیں، اور جسموں سے جُدا ہونے کے بعد کس حالت و ہیئت پر رہیں گی۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مقدس سے تمام علوم و معارف کا استخراج کس طرح کیا جاتا ہے جن کا ادراک آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق کے علوم سے ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ شریعت کے مسائل کس انداز سے اخذ کئے جاتے ہیں۔

بلکہ قرآن عظیم سے سابقہ شریعتوں کے مسائل بھی معلوم ہوں گے اور علوم سابقہ کے اجزا اور آخرت کی معرفت وغیرہ سب معلوم ہو جائیں گے۔ جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔

اور وہ علوم جو دونوں جہان، انسان و جن اور تمام لغات و زبان وغیرہ کے احوال سے متعلق ہیں وہ سب کے سب حضور عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم باطن کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ (ابریز باب اوّل)

سبحان اللہ جملہ علوم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بحار علوم کا ایک قطرہ ہیں۔ صاحب قصیدۂ بُردہ شریف امام بوصیری فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللوحِ والقَلَمِ

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے سمندروں میں سے لوح و قلم کا علم بھی ہے۔

اور ہم ماقبل میں بیان کر آئے ہیں کہ وہ کیا ہے جو لوح محفوظ میں نہیں لکھا ہے۔
فالحمد للہ رب العلمین۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

جاری............

فقیر گدائے مرشد
محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی
خادم آستانہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت
ونائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ
پپرا شریف گونڈہ یوپی (انڈیا)
۳ر ربیع الغوث شریف ۱۴۴۶ھ مطابق ۶ر اکتوبر ۲۰۲۴ء
(اگر کہیں کوئی لفظی خامی ہوگئی ہو تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع دیں)

قسط پنجم ملحق بسابق

مصطفیٰ کی بھولی بھیڑوں بھیڑیوں سے تم بچو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس شہر علم کے علم بے مثل و بے مثال کی توہین کر کے گستاخ اپنا ٹھکانہ جہنم بناتے ہیں، ہم اس شہر کے دروازے کے مقام رفیع کی جھلک دکھاتے ہیں، گرچہ ہم اس دروازے کا مقام ومرتبہ بھی جیسا کہ اس کا حق ہے بیان نہیں کر سکتے ع

”فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں“

مسلمانوں کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا حاجت روا، مومن پناہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگانِ زرد کے برادر شغال اس اسد ذوالجلال کی بوسونگھ کر بھاگیں، اور گستاخی بکنے والے منہ میں قہر کے پتھر ہوں، اور پتھروں سے آ گیں۔

ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس وجاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: سلونی قبل ان تفقدونی فانی لااسأل عن شیئ دون العرش الا اخبرت عنه مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں بتادوں گا۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

عرش کے نیچے کرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت الثریٰ تک سب داخل ہے، مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شئے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ماخوذ از: فتاوی رضویہ شریف)

سبحان اللہ یہ مدینۃ العلم کے دروازے کا علم پاک ہے جس تک ہماری عقلوں کی رسائی نہیں پھر شہر علم کا پوچھنا ہی کیا، ہماری عقلیں ہوں یا سنار کا ترازو اس پر تولہ، ماشہ، قیراط ہی وزن کیا جا سکتا ہے اس زائد اس کے بس کے باہر ہے اور اگر وزن کرنے کا تجربہ کیا بھی تو ٹوٹ جائے گا مگر وزن کرنا ممکن نہیں۔اور پھر: امام ابن الانباری ''کتاب المصاحف'' میں اور امام ابو عمر بن عبد البر ''کتاب العلم'' میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: وہ فرماتے ہیں کہ میں مولائے کائنات علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم کے خطبہ میں حاضر تھا فقال فی خطبتہ سلونی فو اللہ لاتسألونی عن شیئ الٰی یوم القیٰمۃ الاّ حدثتکم بہ۔امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف)

سبحان اللہ شہر علم کے دروازے کا علم بے مثل و بے مثال تو دیکھو کہ قیام قیامت تک کا علم رکھتے ہیں اور یہ صدقہ ہے مدینۃ العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا، مزید مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی خود فرماتے ہیں: ''لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِیْنَ بَعِیْراً مِنْ تفسیرِ فَاتِحَۃِ الکتابِ''

یعنی اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔

یہاں خاص جو سورۂ فاتحہ کے تحت علوم ہیں وہی مُراد ہیں ورنہ خارجی علوم کی تو بات ہی کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ زمینوں، آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہے اور قیام قیامت تک سب اس جناب والا کے علم پاک میں داخل ہیں۔امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''مُراد یہ ہے کہ بالذات سورۂ فاتحہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ علوم ظاہر باہر کردیئے اگر (حضرت) علی انہیں تحریر و کتابت میں ظاہر

کرنا چاہیں تو ان علوم سے ستر اونٹ بھر دیں۔ سورۂ فاتحہ کے یہ علوم اس کی ناظم و ترتیب میں شامل ہیں۔ یہ علوم بالذات اسی سورہ سے مستخرج و ماخوذ ہیں، ایسا نہیں ہے کہ خارج سے دوسرے علوم اس میں داخل کر دئے گئے ہوں جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی اور امام فخر الدین رازی نے سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن عظیم دوسری کتابوں سے ممتاز و منفرد ہے۔

(ماخوذ از ترجمہ: انبار الحی)

مزید امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ مدائنی کی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک قول کے بارے میں فرماتے ہیں: لوضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ" یعنی اگر میرے اونٹ کی رسّی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن سے پالوں گا۔ اس پر نقص اور عیب جوئی کرنے والوں کی کثرت ہو جائے گی اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے جو مُراد لیا ہے اس کو بدل دیں گے اور اس کے علاوہ دوسرا طریقہ مُراد لیں گے۔ اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ قرآن میں رسی پانے کے طریقے کا بیان کہاں ہے تو وہ لا جواب و خاموش ہو جائیں گے اور افسوس کریں گے، لہٰذا اللہ کی پناہ ہے ان لوگوں سے جو بادشاہوں کو چرواہوں پر یا فرشتوں کو لوہاروں پر قیاس کرتے ہیں۔ (از رسالہ: انبار الحی)

فقیر گدائے مرشد محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی
خادم آستانہ عالیہ حشمتیہ درگاہ حضور معصوم ملت
و نائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ
پیپرا شریف گونڈہ یوپی (انڈیا)

۴؍ ربیع الغوث شریف ۱۴۴۶ھ مطابق ۸؍ اکتوبر ۲۰۲۴ء

(اگر کہیں کوئی لفظی خامی ہو گئی ہو تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع دیں)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا وزن:

کیا خیال ہے اس عبقری شخص کے بارے میں جس کے لئے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ جب کہ بذات خود خلفأ اربعہ کے بعد صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے اور علم کی ایک گٹھری ہیں) فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کو ایک ترازو میں رکھا جائے اور روئے زمین کے لوگوں کا علم دوسرے ترازو میں تو ان کے علم کے مقابلے میں حضرت عمر کے علم کا ترازو وزنی ہو جائے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ جانتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کے نو حصے حاصل کئے ہیں اسے طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

(مستدرک حاکم باب فی رؤیا النبی فی فضیلت علم عمر)

پھر کیا خیال ہے ان کے بارے میں جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد خلق خدا میں سب سے زیادہ علم و فضل والے ہیں جن کے بارے میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ '' کاش میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا''۔ اسے امام بخاری کے استاد مسدد نے روایت کیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(کنز العمال حدیث ۳۵۶۲۶)

پھر کیا خیال ہے اس ذات گرامی کے بارے میں جس پر قرآن عظیم نازل ہوا جس میں ہر چیز کا روشن وواضح بیان موجود ہے اور ان کے رب نے انہیں سب کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتے تھے اور ان پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وبارك وسلم تسلیما فالیہ منتھی الرغبات ونھایۃ النھایات والحمد للہ رب العالمین۔

فائدہ جلیلہ

مؤمن کو یہ بحث کافی ہے

قدرت باری تعالیٰ کے منکرین کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علم یا کسی چیز کو اس کے لئے کثیر و زیادہ نہیں سمجھتے بلکہ یہ بات تو ہم ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے کہتے ہیں کہ لوح محفوظ کے تمام علوم کا ایک بندہ میں جمع ہونا اور اس بندہ کا ان علوم کا احاطہ کرنا انتہائی بعید از قیاس بات ہے۔

اقول: کبھی تم قرآن عظیم کو دیکھتے ہو وہ تمہیں بظاہر کاغذ وسیاہی کی صورت میں نظر آتا ہے اور کبھی تم ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہو تو بظاہر صرف حضور کے خدوخال دیکھتے ہو۔ اسی بات کو عارف باللہ امام اجل محمد بلخی رومی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

تو ز قرآں اے پسر ظاہر مبین　　دیو آدم را نہ بیند غیر طین
ظاہر قرآن تو شخص آدمی است　　کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی است

(مثنوی دفتر ثالث)

حاصل یہ ہے کہ اے لڑکے اپنی نظر کو صرف ظاہر قرآن پر محدود نہ رکھ کیونکہ اس کا ظاہر بدن انسان کے مانند ہے، اس کے نقوش ظاہر اور اس کی روح پوشیدہ ہے۔

۷۸۶/۹۲/۵۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر وناضر کا ثبوت قرآن وحدیث سے

ازقلم
نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت رئیس المحررین
حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

۱: یا ایھا النبی انآ ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔

یعنی اے غیب داں نبی بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

اب یہاں شاہد کے معنی گواہ بھی ہو سکتے ہیں اور حاضر و ناظر بھی کیونکہ گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاضر بھی ہو اور ناظر بھی کہ اگر کوئی گواہی دے اور کہے کہ میں وہاں موجود نہیں تھا تو اس کی گواہی کیوں کر مانی جائے گی بلکہ رد کر دی جائے گی اسی طرح اگر کوئی گواہ کہے کہ میں موجود تو تھا مگر دیکھ نہیں رہا تھا تو بھی اس کی گواہی غیر معتبر ٹھہرے گی لہٰذا معلوم ہوا کہ گواہ کے لئے حاضر ہونا بھی ضروری ہے اور ناظر یعنی دیکھنا بھی ضروری ہے۔

تو مذکورہ آیت میں قرآن نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ کہہ کر بتا دیا کہ آپ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

۲: وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين۔
یعنی اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔
پھر اللہ تعالی فرماتا ہے : ورحمتي وسعت كل شيء۔اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔
معلوم ہوا حضور علیہ السلام تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت تمام جہانوں کو محیط ہے۔لہٰذا حضور علیہ السلام جہانوں کو محیط ہیں یعنی حاضر و ناظر ہیں
۳: قرآن میں مولیٰ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: الم تر كيف فعل ربك باصحٰب الفيل۔
یعنی اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔
۴: پھر ایک اور جگہ مولیٰ تعالی فرماتا ہے: الم تر كيف فعل ربك بعاد۔
یعنی کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟
اب خیال رہے کہ اصحاب فیل اور قوم عاد دونوں واقعات حضور کی ولادت پاک سے پہلے کے ہیں اس کے باوجود فرمایا جاتا ہے کہ ''الم تر '' کیا آپ نے نہ دیکھا؟ یعنی دیکھا ہے، معلوم ہوا کہ ہمارے حضور نہ صرف بعد والوں بلکہ پہلے والوں کے لئے بھی حاضر و ناظر ہیں۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

۵: قرآن کریم میں جگہ جگہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے، کہیں کہتا ہے:
واذ قال ربك للملائكة یعنی یاد کروائے محبوب جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا۔
۶: اور فرماتا ہے مولیٰ تعالیٰ: واذ قال موسى بقومه ۔یعنی یاد کروائے محبوب

جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔

تو اس جیسی آیات میں مفسرین کرام محذوف نکالتے ہیں ''اُذْکُرْ''یعنی اس واقعے کو یاد کرو۔اور یاد وہی چیز کرائی جاتی ہے جو پہلے دیکھی بھالی ہو،معلوم ہوا کہ گزشتہ تمام واقعات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے ہیں۔اس سے جہاں حاضر و ناظر کا ثبوت ملتا ہے وہیں علم غیب کا بھی ثبوت ہوتا ہے کہ ہمارے آقا غیب کا علم جانتے ہیں۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

۷: قرآن پاک میں مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے:

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم۔

یعنی نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

اور مؤمنین جہان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں،معلوم ہوا کہ حضور ہر جگہ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

آیات کریمہ اس موضوع پر بحمد اللہ اور بھی ہیں مگر اختصار کے باعث انہیں سات آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اور اب یہاں سے اس موضوع پر حدیث شریف ذکر کریں گے جس سے جہاں حاضر و ناظر کا ثبوت ہوگا وہیں علم غیب کا بھی اسی دلیل کے ضمن میں ثبوت حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ حاضر وناظر

حدیث کی روشنی میں

۱: مشکوٰۃ باب المعجزات میں بخاری شریف کے حوالے سے ایک حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب المغازی "بَابُ غَزْوَةِ مُوْتَةَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ" میں ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے صحابہ کو جنگ کا قصہ ایسے سُنا رہے تھے جیسے کہ جنگ سامنے وہیں ہورہی ہو۔ راوی کہتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید اور حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دے دی تھی جبکہ ابھی تک ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جارہے تھے کہ اب زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہیں اب وہ شہید کردیئے گئے، اب جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جھنڈا اُٹھالیا ہے۔ وہ بھی شہید کردیئے گئے، اب ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جھنڈا اُٹھالیا ہے، وہ بھی شہید کردیئے گئے۔ یہ سب بیان کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو جاری تھے۔

آگے آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔

سبحان اللہ یہ حدیث پاک جہاں حاضر وناظر پر بین دلیل ہے، وہیں علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی خوب خوب واضح کرتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھ کر مقام موتہ جو سرزمین شام میں واقع ہے کی خبر اور پورا جنگ کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں۔ احادیث اس موضوع پر بحمد اللہ تعالیٰ بکثرت موجود ہیں۔مگر ہم نے وقت کی قلت اور تطویل کے خوف سے اسی پر اکتفا کیا۔ان شاء اللہ تعالیٰ کسی اور مقام پر اس موضوع کو بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ندائے یارسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

ازقلم

قاطع کفروبدعت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن صاحب قادری حشمتی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکارنا، ندا کرنا، قرآن کریم، فعل ملائکہ، فعل صحابہ اور امت کے عمل سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ندا کی ہے:

یآایھا النبی ○، یآایھا الرسول ○، یآایھا المزمل ○

ان سب آیات کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ندا کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی اعتراض کرے کہ بحث صرف پکارنے کی نہیں مدد کیلئے پکارنے کی ہے۔

تو دیکھئے قرآن نے کفار کو اپنے مددگاروں کو مدد کیلئے پکارنے اور بلانے کی اجازت دی ہے:

وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ○

بلاؤ اپنے مددگاروں کو اللہ کے علاوہ اگر تم سچے ہو۔

اس پر ممکن ہے کہ کسی کو یہ اعتراض ہو کہ اس آیت میں توزجراً اور توبیخاً ایسا کہا گیا

ہے۔تو آیئے اب میں ایک ایسی حدیث پیش کرتا ہوں جس سے مسئلہ بالکل واضح اور آشکار ہوجائے گا۔امام ترمذی نے ابواب الدعوات میں سنن ابن ماجہ نے باب ماجاء فی الصلوٰۃ الحاجۃ میں ، امام حاکم نے المستدرک کتاب الدعاء میں نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ

ترجمہ:اے اللہ میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہ نبی الرحمہ ہیں یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو،الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حدیث دوم: امام بخاری ’’الادب المفرد‘‘میں اور امام ابن سنی روایت کرتے ہیں:

ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدرت رجلہ فقیل لہٗ اذکر احب الناس الیک فصاح یامحمداً فانتشرت

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سوج گیا،کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔حضرت نے باآواز بلند یامحمداہ پکارا فوراً پاؤں ٹھیک ہوگیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر

انگوٹھے چومنا

از قلم

ماہر درسیات حضرت مولانا مفتی محمد تسلیم رضا صاحب حشمتی

مدرس الجامعۃ الحشمتیہ نور العلوم پپراماہم شریف

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عالم سے عقیدت ومحبت کے اظہار کے انداز و طریقے جداگانہ ہوتے ہیں، انہی طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جب بھی غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن سے اذان میں یا اس کے علاوہ بھی سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتے ہیں تو مقدس نام کو سنتے ہی اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں۔ بظاہر یہ بہت ہی سادہ سا عمل ہے، مگر اس عمل میں برکتوں رحمتوں کا بحر ذخار موجزن ہے۔ مگر اس زمانے میں بعض لوگ عجیب خیال کے پائے جاتے ہیں کہ کسی عاشق کے ولولہ عشق ومحبت میں اپنے محبوب کا نام لینے یا اس کے جائز طور پر ادب وتوقیر کرنے سے یا نام پاک سن کر صلی اللہ علیہ وسلم یارسول اللہ وغیرہ کہتے ہوئے بطور تعظیم ظفری الابہامین کو چوم کر آنکھوں پر رکھنے سے فوراً فتوی مبتدع، مشرک وغیرہ ہونے کا صادر فرما دیتے ہیں۔ مگر انہیں کیا خبر کہ عشاق سے ولولہ عشق ومحبت میں اکثر اوقات ایسے افعال مبارکہ صادر ہوتے رہتے

ہیں ذرا مجنوں کو ہی دیکھئے ؎

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت مجنوں گاہ گاہ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

ذرا صحابۂ کرام پر ہی غور فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا کچھ نہ کیا کرتے تھے جیسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور اقدس کے ہاتھ اور پاؤں کا چومنا۔

(الادب المفرد امام بخاری حدیث ۹۷۵)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر اپنے رخساروں کا ملنا۔ (الاسد الغابہ فی معرفہ الصحابہ صفحہ ۲۴۴)

تو جب یہ تمام امور ثابت و متحقق ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی عاشق رسول اس عالم غیب کا نام پاک اذان میں سن کر ظفری الابہامین چوم کر آنکھوں پر لگائے تو مشرک ومبتدع ٹھہرے۔ حالانکہ یہ تقبیل و تمسح دلائل شرعیہ سے ثابت و متحقق ہے۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "حضور پر نور شفیع یوم النشو ر صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعا جائز، جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین)

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ۔ "نیز محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ جب مؤذن اشہدان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والے درود شریف پڑھیں۔ اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قرۃ عینی بك یا حبیبی یا رسول اللہ متعنی بالسمع والبصر (العقائد الحسنۃ صفحہ ۱۳۱)

اگر ابھی بھی بات نہ بنی ہو تو یہ لیجئے حدیث:

وقال الطاؤسی،انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجه،حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشهادة ظفری ابهامیه ومسهما علی عینیه،وقال عندالمس "اللهم احفظ حدقتی ونورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونورهما لم یعم

ترجمہ: حضرت طاوسی نے کہا انہوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری سے حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے۔ اللهم احفظ حدقتی ونورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم ونورهما وہ اندھا نہ ہوگا۔
(المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱، کشف الخفاء حدیث ۲۲۹۶)

اور لیجئے:

واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانیة "صلی الله تعالیٰ علیك یارسول الله" وعند الثانیة منها "قرة عینی بك یارسول الله" ثم یقال "اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین" فانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یکون قاعدًا له الی الجنة کذا فی کنز العباد۔

ترجمہ خبردار بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشهد ان محمد رسول الله سنیں "صلی الله علیك یا رسول الله" کہے اور دوسری بار قرة عینی بك یا رسول الله پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے اللهم متعنی بالسمع والبصر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے

جائیں گے، ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ (جامع الرموز، فصل الاذان)

حدیث: مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبیا ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال هذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیه فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیهِ شَفَاعَتِیْ۔

ترجمہ: یعنی مؤذن سے "اشهد ان محمد رسول الله" سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا: اشهد ان محمد عبده ورسوله رضیت بالله رباوبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبیًا۔

اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشهد ان محمد رسول الله کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔

۱: المقاصد الحسنہ حدیث ۱۰۲۱

۲: کشف الخفا ۲۲۹۶،

۳: کفایۃ الطالب الربانی، باب الاذان والاقامۃ

ابھی بھی دل نہ بھرا ہو تو اور لیجئے:

عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع الموذن یقول اشھد ان محمداً رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابہا میہ ویجعلھما علیٰ عینیہ لم یر مد ابدا۔

ترجمہ: حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد فرماتے جو شخص مؤذن سے اشھد ان محمد رسول اللہ سن کر "مرحبا بحبیبی وقرہ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم" کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں۔ (المقاصد الحسنہ حدیث ۲۲۱، کشف الخفاٴ، حدیث ۲۲۹۶، کفایۃ الطالب الربانی، باب الاذان والاقامۃ)

اور لیجئے:

وحکی الشمس محمد بن صالح نالمدنی اماماھا وخطیبھا فی تاریخہ عن المجد احد القدماء من المصریین، انہ سمعہ یقول من صلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذاسمع ذکرہ فی الاذان، وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام وقبلھا ومسح بھما عینیہ لم یرمد ابدا قال ابن صالح، وسمعت ذلک ایضا من الفقیہ محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق او العجم انہ یقول عند ما یمسح عینیہ، صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیبَ قلبی ویانورَ بصری ویاقرۃ عینی، وقال لی کل منھما منذ فعلہ لم ترمد عینی قال

ابن صالح وانا ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني وارجو ان عافيتهما تدوم واني اسلم من العمى ان شاء الله تعالىٰ

ترجمہ: یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں، ابوصالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم بے شک وہ کہتے ہیں کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے:

صلى الله عليك ياسيدى يا رسول الله يا حبيب قلبى ويا نور بصرى و يا قره عينى۔

مجھ سے دونوں صاحبوں نے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔ امام ابن صالح نے فرمایا اللہ کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(مقاصد الحسنہ ۱۰۲۱، کشف الخفاء ۲۲۹۶)

مذکورہ احادیث کے متعلق بعض لوگ بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں یہ موضوع ہیں، یہ افتراء ہے، کذب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر آیئے ان کی بات کیا کی جائے، محدثین کرام سے پوچھتے ہیں کہ ان احادیث کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اور کسی حدیث کے بارے میں نفی صحت کا قول کیا معنی رکھتا

ہے؟ جیسا کہ علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء

ترجمہ: بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر نہیں۔ (مقاصد الحسنہ)

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کل ما روی فی ھذا فلا یصح رفعه البتة۔ ترجمہ: اس بارے میں جو روایات بیان کی گئی ان کا مرفوع ہونا حتمی صحیح نہیں۔ (الاسرار المرفوعۃ حدیث ۸۲۹)

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین کرام کا کسی حدیث کے بارے میں نفی صحت کا قول کرنا کیا معنی رکھتا ہے، دیکھئے اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت نفی حسن کو بھی مستلزم نہیں۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین)

دیکھئے ملا علی قاری فرماتے ہیں:

لا یصح لا ینافی الحسن یعنی محدثین کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ (الاسرار المرفوعۃ حدیث ۹۲۹)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

لا یلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون موضوعاً۔

یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا تو عند التحقیق یہ واضح ہو چکا ہے کہ ان مذکورہ احادیث پر جس طرح باصطلاح محدثین حکم صحت نہیں اسی طرح حکم وضع وکذب بھی ہرگز مقبول نہیں، محدثین کرام کے ان اقوال سے ان احادیث کا موضوع ہونا درکنار ضعیف ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اور اگر مان لیا جائے تو بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی بالاجماع مقبول ہوتی ہے۔ دیکھئے امام شیخ الاسلام ابوزکریا فرماتے ہیں:

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف۔

محدثین وفقہاوغیرہ نے فرمایا کہ فضائل ترغیب وترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۸)

اس لئے مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

واذا ثبت رفعه الی الصديق رضی الله تعالی عنه فيكفی للعمل به لقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين۔

ترجمہ: یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفاء راشدین کی سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بحمدہٖ تعالیٰ یہاں سے لوگوں کا جہل شنیع طشت ازبام ہوگیا جو کتب احادیث سے تقبیل ابہامین کی نفی صحت نقل کر کے یہ دعوی کر دیتے ہیں کہ جو احادیث انگوٹھے چومنے میں لائی جاتی ہیں سب موضوع ہیں اور یہ عمل ممنوع وغیر مشروع ہے، کہاں نفی صحت اور کہاں حکم وضع، جہاں درجات متعددہ ہوں وہاں سب سے اعلیٰ کی نفی سے سب سے ادنیٰ کا ثبوت ہوجائے۔

ان هذا المعنی لا يستفاد من الاحاديث المذكورة ولا يفهمه الا الاحمق الذی لا علم له باسرار الاحاديث۔